ہزاروں روکوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جلسہ بہت کامیاب رہا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍دسمبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:-

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا (الفرقان:۵۹)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ اس ہستی پر توکّل کرنا چاہیئے اور اسی کو اپنا سہارا بنانا چاہیئے کہ جو حیّ ہے اور جس پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اگر ایسی ہستیاں ہوں جن پر موت وارد ہو سکتی ہے اور ان پر کوئی شخص توکل کرے تو کہا نہیں جا سکتا کہ اس کے کام کرنے سے پہلے ہی ان پر موت وارد ہو جائے۔ اس لئے ایسی ہستی پر توکل کرنا چاہیئے کہ جو اَلْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ہے جو زندہ ہے اور زندگی بخش ہے۔

اَلْحَيِّ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ ہستی خود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور دوسرے یہ کہ اس کے حیّ ہونے کی صفت کا اگر جلوہ نہ ہو اور اس کا حکم نہ ہو تو کوئی اور وجود زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس جس کے سہارے سے ہم زندہ ہیں اور وہ زندہ ہستی جس پر کبھی موت نہیں آ سکتی اسی پر ہمیں توکل رکھنا چاہیئے اور اسی کو سہارا بنانا چاہیئے۔

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهِ اور وہ ذات تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے۔ کوئی حقیقی خوبی نہیں جو

خدا تعالیٰ میں موجود نہ ہو اور کوئی نقص نہیں جو خدا تعالیٰ میں پایا جاتا ہو۔ ہر عیب اور نقص اور کمزوری سے وہ پاک ہے اور وہ اس بات سے بھی پاک ہے کہ صفاتِ حسنہ میں سے کوئی صفت ایسی ہو جو اس میں نہ پائی جائے۔ وہی ہستی ہے جو تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے اور وہی ہستی ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ وہ مقدس ذات ہے تمام تعریفیں اسی کی ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور اگر کہیں بھی واقعہ میں اور حقیقی طور پر کوئی ایسی خوبی نظر آئے جو تعریف کے قابل ہو تو وہ بھی اسی کی عطا ہے اور وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا اگر کہیں کوئی کمزوری یا عیب یا کجی نظر آئے تو اسی کی ذات ہے جو اس کو دُور کر سکتی ہے اور وہ علّام الغیوب خدا ہی جانتا ہے کہ کون اور کتنا کوئی شخص گناہ میں ملوث ہو گیا ہے۔ الزام تراشی تو انسان انسان پر کرتے ہی رہتے ہیں اور عیب جوئی بھی کرتے ہیں لیکن عیب ہے بھی یا نہیں اور گناہ ہے بھی یا نہیں اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا کیونکہ گناہ وہی ہے جو خدا کو ناپسند ہے اور نیکی وہی ہے جو اس کی نگاہ میں نیکی ہے اور جو چیز خدا کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے اس سے اسی سے پناہ مانگی جا سکتی ہے اور جو چیز خدا کی نگاہ میں گناہ ہے اسی کی مغفرت کی چادر اسے ڈھانپ سکتی ہے۔

ہم ہمیشہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اس جلسہ کے موقع پر بھی جماعت نے اس پر توکل کیا۔ ہزار روکیں موجود تھیں اور ہزار روکوں کا خطرہ بھی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے جماعت کو اس قدر تعداد میں خدا کی رضا کے لئے اور اس کی باتیں سننے کے لئے تا کہ نفوس کی اصلاح ہو اس جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ مستورات کا اندازہ ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ مستورات جلسہ میں شریک ہوئیں اور عام اندازہ ہے کہ جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد بشمولیت احبابِ ربوہ ایک لاکھ چالیس ہزار اور پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ گویا ڈیڑھ لاکھ کے قریب تعداد پہنچ گئی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس سے بہت سی باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ جب تعداد زیادہ ہو گئی تو یہ خطرہ بھی زیادہ ہو گیا کہ کچھ غفلتیں ہوئی ہوں گی، کچھ سستیاں ہوئی ہوں گی، کچھ تکالیف پہنچی ہوں گی، کچھ شکائتیں پیدا ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انہیں دُور کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی ہے جو ان کے بداثرات سے

افراد کو اور جماعت کو بچا سکتا ہے۔

ایک چیز جو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ مکانیت کی کمی ہے۔ مزید تعمیر ہونی چاہیئے۔ کچھ مہمان خانے خاص طور پر جلسہ سالانہ کے لئے بن رہے ہیں۔ کچھ جلسہ سے پہلے بن چکے تھے کچھ باقی رہتے تھے وہ اگر مکمل بھی ہو جائیں تب بھی ہماری ضرورت پوری نہیں ہو سکتی وہ ضرورت جسے اجتماعی رہائش گاہیں پورا کیا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ دوست یہاں مکان بناتے رہتے ہیں۔ اگلے جلسہ سالانہ تک انشاء اللہ اور مکان بنیں گے اللہ تعالیٰ ان مکانوں میں بھی برکت دے۔ اس سے کچھ کمی اور پوری ہو جائے گی مگر پھر بھی اس دوڑ میں کہ مکان زیادہ بنتے ہیں یا مہمان زیادہ آتے ہیں مہمانوں نے ہی جیتنا ہے۔ یہی ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہمیشہ مکان کی تنگی رہے گی۔ مکان اگر مکانیت کے لحاظ سے دُگنے ہو جائیں تو مہمان دُگنے سے زیادہ ہو جائیں گے یعنی تین لاکھ سے آگے نکل جائیں گے۔ یہ تو ایک نہ سمجھ آنے والا معجزہ ہے۔ میں افسر جلسہ سالانہ بھی رہا ہوں اور اب بھی میرے پاس دن میں کئی بار رپورٹیں آتی ہیں لیکن ہمیں کچھ پتا نہیں لگتا کہ اتنی بڑی مخلوق سماتی کہاں ہے خدا تعالیٰ ہی انتظام کرتا ہے ورنہ اگر ہم کاغذ پر اندازے لگائیں تو اتنی بڑی مخلوق ربوہ کے اندر نہیں سما سکتی مگر سماتی ہے۔ تکلیف بھی اٹھاتے ہیں، سردی نے بھی تکلیف دی ہوگی، بے آرامی نے بھی تکلیف دی ہوگی لیکن وہ سما جاتے ہیں اور بشاشت کے ساتھ اور مسکراتے چہروں کے ساتھ جماعت کا ہر مرد و عورت جلسہ سالانہ میں تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے اور اپنے رب پر توکل کرتا ہے۔ ہر ایسی تکلیف کی بہتر جزا اسے مل جائے گی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے۔

جلسہ گاہ قریباً بھر گئی تھی اس لئے یہ بھی فکر کرنی چاہیئے کہ اس کو ہم کس طرح اور کس حد تک بڑھا کر کتنے سالوں تک گزارہ کر سکتے ہیں خصوصاً زنانہ جلسہ گاہ میں بڑی تکلیف ہوگئی ہے۔ ان کے مناسبِ حال بظاہر ایک ہی جگہ ہے اور وہ ہے لجنہ ہال کے ساتھ کی جگہ جو کہ کافی بڑا رقبہ ہے لیکن میرا خیال ہے اس سے وہاں تل رکھنے کی بھی جگہ باقی نہیں رہی تھی اور ہماری ہزار ہا بہنیں اس جلسہ گاہ سے باہر تھیں۔ جلسہ کے ایام میں ہی مجھے شکایت کے طور پر یہ اطلاع دی گئی ہے کہ تین ہزار سے زیادہ مستورات مردانہ جلسہ گاہ کی سیڑھیوں یعنی گیلریوں کے پیچھے بیٹھی ہوئی جلسہ

سن رہی ہیں اور لکھنے والے نے لکھا تھا کہ یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی جلسہ گاہ میں جائیں۔ اب ان کو یہ تو نہیں معلوم تھا کہ اس انتظام سے پہلے کہ وہ عورتیں اپنی جلسہ گاہ میں جائیں یہ انتظام کرنا پڑے گا کہ ان کی جلسہ گاہ ان عورتوں کو سمیٹنے کے قابل بھی ہو۔ اگر وہاں بیٹھنے کی گنجائش ہی نہیں ہوگی تو وہ وہاں سمائیں گی کیسے۔ ایک وقت میں میرا خیال تھا کہ پندرہ، بیس ایکڑ زمین لے کر سٹیڈیم بنا دیا جائے اور اگر حالات معمول پر رہتے تو وہ بن جاتا اور جلسے پر بھی کام آتا اور باقی سارا سال بھی اس سے مختلف کام لئے جاسکتے تھے مثلاً ورزشی مقابلے وغیرہ اور ہم باہر سے بھی کھلاڑیوں کو یہاں بُلاتے تاکہ وہ بھی کچھ دیکھتے اور اسلام کے متعلق کچھ سنتے لیکن پھر حالات ایسے ہوگئے کہ ہمیں یقین ہوگیا کہ اگر ہم نے یہاں سٹیڈیم بنایا تو ہمارے تعلیمی اداروں کی طرح اسے بھی حکومت قبضہ میں لے لے گی (تعلیمی اداروں کا قومیائے جانے سے پہلے ہی ہمیں خطرہ پیدا ہوگیا تھا) اور پھر یہ خطرہ تھا کہ جس طرح اب تعلیمی اداروں کی عمارتوں کو دس دن کے لئے بھی رہائش کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی پھر وہ کہہ دیں کہ جی یہ جو تم نے پندرہ بیس لاکھ روپیہ خرچ کرکے سٹیڈیم بنایا ہے ہم تمہیں اس میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے اس لئے اس طرف توجہ نہیں کی گئی اور یہ منصوبہ چھوڑنا پڑا۔ ضرورت تو بہرحال اللہ تعالیٰ نے پوری کرنی ہے لیکن کام ہمارے ہاتھ سے کروانا ہے۔ ہم نے اس بارہ میں سوچ کر اور غور کرکے اور اپنی فراست سے کام لے کر کوئی تدبیر کرنی ہے کیونکہ اسباب کی یہ دنیا تدبیر کا مطالبہ کرتی ہے۔ پس اگر کسی کے ذہن میں کوئی تجویز آئے تو وہ ضرور مجھے لکھیں اور ہم اسی طرح ایک دوسرے سے مشورہ کرکے آگے بڑھنے کی تدابیر کیا کرتے ہیں۔ مردانہ جلسہ گاہ میں تو ہم غالباً پانچ سات سال تک کسی نہ کسی طرح گذارہ کرلیں گے لیکن زنانہ جلسہ گاہ کے متعلق مجھے بڑی فکر پیدا ہوگئی ہے صدر انجمن احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے غور کرے کہ آئندہ سال زنانہ جلسہ گاہ کس جگہ رکھی جائے گی تاکہ ہماری بہنوں کو تکلیف نہ ہو۔

اس دفعہ ہمیں چوتھا لنگر خانہ کھولنا پڑا۔ میں کئی سال تک لنگر کا کام کرتا رہا ہوں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر اس نے ٹھیک طرح سے کام کرنا ہے تو ایک لنگر پر بیس پچیس ہزار سے زیادہ مہمانوں کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ بیس پچیس ہزار کس کا کھانا، روٹی بھی اور سالن بھی، اس میں پکایا جائے تو

کوئی تکلیف نہیں ہوتی آرام سے سارا کام ہو جاتا ہے۔لنگر خانہ نمبرایک جو دارالصدر میں ہے اس پر تیس ہزار کس کا بوجھ پڑتا ہے۔اس حلقہ میں شاید زیادہ آدمی ٹھہرتے ہیں مجھے خیال آیا تھا کہ اس کے ایک حصے میں بھی ایک چھوٹا سا لنگر اور بنا دیا جائے۔بہرحال اس دفعہ ہم نے چوتھا لنگر بنایا ہے مجبوری تھی۔منتظمین نے کہا کہ اس کی ضرورت ہے۔میں نے ان کو اجازت دی کہ ٹھیک ہے بناؤ۔خیال یہ تھا کہ وہاں سوئی گیس آجائے گی اور روٹی پکانے میں بہت سہولت ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں بیدار اور ہوشیار اور اپنی طرف مائل رکھنا چاہتا ہے اس لئے سوئی گیس وہاں نہیں آئی جن لوگوں کی کوششوں کے نتیجہ میں سوئی گیس ہمیں نہیں ملی ہم ان کے بھی ممنون ہیں کہ ان کی ان کوششوں کے نتیجہ میں ہمیں اس سلسلہ میں مزید دعائیں کرنے کا موقع مل گیا اور ہم اس سلسلہ میں بھی پہلے سے زیادہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے ہم نے مانگا اور اس کا ہم نے دامن پکڑا اور کہا کہ اے ہمارے رب یہ تیرا سلسلہ ہے اور تیرے کام ہیں ہم تو تیرے نالائق مزدور ہی ہیں۔تو خدا اپنے مہمانوں کی بہتری کا انتظام کردے۔

بہتری کا انتظام دو طرح سے ہوتا ہے۔ایک تو مادی سہولتوں کے ذریعہ سے اور دوسرے قلبی اطمینان کے ذریعہ سے۔جن دنوں نانبائی تنوروں میں روٹی پکایا کرتے تھے اس زمانہ میں ایک دفعہ وہ آپس میں لڑ پڑے اور ان کے دو دھڑے بن گئے اور لڑائی کی وجہ سے انہوں نے سٹرائیک کردی اور کچھ عرصہ کے لئے روٹی نہیں پکائی۔صبح کی نماز سے پہلے افسر جلسہ سالانہ نے مجھے اس کی اطلاع کردی۔میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ خلیفۂ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔چنانچہ میں نے فجر کی نماز پر دوستوں سے کہا کہ یہ واقعہ ہو گیا ہے اور آج جلسہ ہے۔یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم ایک کی بجائے دو روٹیاں کھانے کی خاطر جلسہ کے اوقات بدل دیں یا آج کا جلسہ ملتوی کردیں بلکہ ہم سب ایک ایک روٹی کھائیں گے۔جن کے گھروں میں روٹی پکتی ہے وہ بھی ایک روٹی کھائیں گے اور جن کو لنگر سے ملتی ہے وہ بھی ایک روٹی کھائیں گے اور میں نے کہا کہ گھروں میں جو روٹیاں بچیں وہ لنگر کو بھیج دو۔خدا کی عجیب شان اس جماعت میں نظر آتی ہے سب نے ایک ایک روٹی کھائی۔وہ وقت گزر گیا لیکن مجھے پتا لگا کہ ہزاروں آدمیوں نے کہا کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہو کہ کھانے کی کمی کے نتیجہ میں جلسہ میں کوئی بدنظمی پیدا ہوگی تو

یہ تو نہیں ہوسکتا مگر اب ہم پریکٹس کرتے ہیں اور سارے جلسہ کے دوران ہی ہم ایک ایک روٹی کھائیں گے۔ چنانچہ پھر روٹی پکنی شروع ہوگئی لیکن بہتوں نے کہا کہ ہم ایک ہی روٹی کھائیں گے اور بہت سے گھر والوں نے کہا کہ گو اب ضرورت تو نہیں ہے مگر ہم ثواب سے کیوں محروم رہیں ہم اب بھی روٹیاں پکا کر انتظامِ جلسہ کو بھجیں گے۔ دعا کریں کہ روک جلد دور ہو جائے اور ہمارا چوتھا لنگر بھی سوئی گیس استعمال کرنے لگے۔

منتظمین سے میں کہتا ہوں کہ وہ روٹی پکانے کی مشینوں کے متعلق سکیم بنائیں اور مجھے بتائیں کہ کتنی اور مشینیں چاہئیں تا کہ اگلے جلسہ سالانہ تک وہ مشینیں بن جائیں۔ پہلی مشینیں بہت سستی بن گئی ہیں۔ ہمارے احمدی انجینئرز کو اللہ تعالیٰ جزا دے انہوں نے اس سلسلہ میں بڑا کام کیا ہے اور بہت آرام ہوگیا ہے۔ تنوروں میں اس قدر تعداد میں روٹی پکانا بہت مشکل تھا۔ ہمارے بہت سے مہمان ایسے ہوتے ہیں جو باہر سے کھانا کھا لیتے ہیں۔ مثلاً کسی نے دوپہر کا کھانا بازار سے کھالیا، کسی نے شام کا بازار سے کھالیا۔ ایک چکر ہوتا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ ایک تہائی مہمان باری باری اس چکر میں باہر کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور دو تہائی مہمانوں کا بار لنگر پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ڈیڑھ لاکھ مہمان ہوں تو ایک لاکھ کا کھانا لنگر میں پکے گا اور عام طریق پر نانبائیوں کے لئے ایک لاکھ آدمی کی روٹی پکانا بہت مشکل ہے، وہ یہ کر ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ اگر خدا تعالیٰ وقت پر ہمارے ہاتھ سے یہ انتظام نہ کروا دیتا کہ مشینیں لگ جائیں تو جلسہ سالانہ کی روٹی نہیں پک سکتی تھی۔

تجربہ اور روایات میں جن کو ٹریڈیشنز (Traditions) کہتے ہیں بڑی برکت ہے۔ روایت کا مطلب ہے کہ جو اچھی چیز سیکھ لی اسے بھولو نہ۔ دو چیزیں مسلسل چلتی ہیں ایک تو یہ کہ جو اچھی چیز انسان ایک دفعہ سیکھ لے اُسے بھولنا نہیں چاہیئے اور دوسرے یہ کہ جو اچھی چیزیں وہ سیکھ چکا ہے ان کو کافی نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ مزید اچھی چیزیں سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ انتظام میں تبدیلی پیدا ہوچکی ہے، بہت سی سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں اور جماعت میں خدا تعالیٰ نے کچھ روایتیں پیدا کر دی ہیں جن پر جماعت چل رہی ہے، تاہم روٹی کے سلسلہ میں ایک دقت ہے اور اس سال بھی اس بارہ میں میرے پاس شکایتیں پہنچی ہیں۔ جب بہت

بڑی تعداد میں روٹی پکے گی تو اس پر بہرحال کچھ وقت لگے گا اور تقسیم سے کچھ دیر پہلے روٹی پکانی پڑے گی۔ چنانچہ جو روٹی آپ کو شام سات یا آٹھ بجے ملتی ہے اس کا ایک حصہ تین بجے پک چکا ہوتا ہے۔ غالباً دو اور تین بجے کے درمیان کسی وقت یہ مشینیں چلاتے ہیں۔ چنانچہ روٹی کسی قدر باسی ہو جاتی ہے اور پھر ان کو اوپر نیچے رکھتے ہیں تو ان میں سے جو بھاپ نکلتی ہے اس کی وجہ سے ان میں نرمی آ جاتی ہے اور شکایت یہ پیدا ہوتی ہے کہ روٹی کچی ہے حالانکہ روٹی کچی نہیں ہوتی۔ اگر وہی روٹی ان کو اسی وقت گرم گرم مل جاتی تو وہ کہتے کہ کمال ہو گیا ہے، اتنی اعلیٰ درجے کی روٹی پک رہی ہے کہ کوئی حد نہیں۔ لیکن روٹی اوپر نیچے ''تھدّوں'' میں پڑی رہتی ہے اور بھاپ کی وجہ سے نرم ہو جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچی ہے حالانکہ وہ کچی نہیں ہوتی۔ لیکن بہرحال اصل چیز تو احساس ہے اس لئے کوئی ایسا انتظام کرنا پڑے گا کہ روٹی میں آٹے کے علاوہ کچھ اور صحت مند اجزاء بھی ڈالے جائیں جن سے روٹی جلد خراب نہ ہو۔ دنیا ایسا کر رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ ۵۔۱۰ سال تک ہمارے ہاں بھی اس کا انتظام ہو جائے گا اور پھر یہ شکایت باقی نہیں رہے گی تاہم اس وقت شکایت ہے اور ہمیں افسوس ہوتا ہے کیونکہ اگر کسی کو تکلیف ہو تو اس کے لئے ہمارے دل میں بھی تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ اس طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جلسہ سالانہ پر رضا کار کافی تعداد میں آ جاتے ہیں اور پھر وہ کافی تعداد میں اپنے دوسرے کاموں میں بھی مشغول ہو جاتے ہیں۔ لجنہ کی طرف سے ایک رپورٹ یہ تھی کہ بہت سی رضا کار بچیاں غیر حاضر رہیں لیکن کام پھر بھی پوری طرح تسلی بخش ہو گیا۔ کام تو ہو جاتے ہیں یہ خدا کے کام ہیں۔ چنانچہ کام ہو جانے کی وجہ سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

مگر پھر بھی ہمیں یہ تکلیف پہنچی کہ جو بچیاں غیر حاضر رہیں وہ ثواب سے محروم ہو گئیں اور اسی طرح جو بچے یا جوان یا بڑے ڈیوٹی سے غیر حاضر رہے وہ ثواب سے محروم ہو گئے۔ ہماری خواہش ہے کہ انہیں بھی ثواب ملے اور وہ بھی باقیوں کے ساتھ ثواب پانے میں شریک ہوں۔

جو چیز ہمیشہ رہنے والی ہے وہ ہے وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ کہ حیّ و قیّوم خدا جو زندہ ہے اور زندگی بخش ہے جو تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے اور جس میں کوئی عیب نہیں ہمیں اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور اسی سے دعائیں مانگنی چاہئیں اور اپنے گناہوں

کی بخشش کے لئے ہمیں اسی کی طرف جانا چاہیئے کیونکہ سوائے اس کے اور کوئی ہستی نہیں جانتی کہ گناہ کس نے اور کتنا کیا۔ دوسرے تو عیب لگانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور الزام تراشی کرتے ہیں مگر گناہ کا حقیقی علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں ہے کیونکہ گناہ ہے ہی یہ چیز کہ اس کی نظر سے انسان گر جائے اور کسی کو کیا پتا کہ خدا کی نظر سے کون گرا اور کتنا گرا اور کتنی ناراضگی پیدا ہوئی۔ اس واسطے جو کمیاں رہ گئیں، جو کوتاہیاں ہوگئیں ہم سے یعنی آنے والوں سے بھی اور یہاں کے مکینوں سے بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کو دور کرے اور کمزوری کی جگہ طاقت پیدا کرے اور وقتی طور پر جو کمزوری ہوگئی ہے اس کے بداثرات سے جماعت کو محفوظ رکھے۔ خدا کرے کہ اس کی رضا ہمیشہ جماعت کو حاصل رہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور بے عیب اور پاک اور مقدس ذات ہے۔ ہر تعریف اسی کی طرف رجوع کرتی ہے کیونکہ کوئی قابل تعریف کام کیا ہی نہیں جا سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کام کی توفیق نہ عطا کرے۔ پس جب خدا تعالیٰ کی توفیق ہی سے قابل تعریف اعمال بجالائے گئے تو ہمیں خدا تعالیٰ ہی کی حمد کرنی چاہیئے نہ یہ کہ انسان خود اپنے پہ فخر کرنے لگے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگے۔ پس خدا تعالیٰ کی حمد کرنی چاہیئے اور کثرت سے کرنی چاہیئے۔ مثلاً اس جلسہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہوئے اور اس کی رحمتیں بارش کی طرح آسمانوں سے برسیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اگلے جلسہ تک اسی کے متعلق خدا تعالیٰ کا شکر کرتے رہیں اور اس کی تعریف کرتے رہیں تب بھی شکر کا اور تعریف کا اور حمد کا حق ادا نہیں ہوگا لیکن پھر یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ یہ نہیں کہتا کہ میرا پورا شکر ادا کرو اور جتنا تم پر میرا حق واجب ہے اس کے مطابق میری حمد کرو بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ جتنی تم میں طاقت ہے اس کے مطابق کردو اور میں اسی ادھورے کو پورا سمجھ لوں گا یہ خدا کی شان ہے۔ پس ہمیں خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہیئے اور اس کی حمد کرتے رہنا چاہیئے کہ اس نے بڑا فضل کیا اور جلسہ بہت کامیاب رہا اور اس لحاظ سے بھی بہت کامیاب رہا کہ ہمارے وہ دوست بھی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے بہت کثرت سے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ ایک ضلع تو سب سے آگے نکل گیا اس ضلع سے آنے والوں کی جو معلوم تعداد ہے وہ ڈیڑھ ہزار ہے۔ ساری جماعت تو مجھ

سے مل بھی نہیں سکتی اور نہ ہی اتنا وقت ہوتا ہے لیکن جو تھوڑے سے مل سکتے ہیں ان سے ملاقاتوں کے دوران پتا لگتا تھا کہ کراچی سے لے کر پشاور تک بڑی کثرت سے ایسے دوست آئے جن کا ابھی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ وہ دیکھیں اور سنیں کہ جماعت کیا ہے اور اس کے عقائد کیا ہیں؟ اور جماعت کے متعلق اپنے فیصلوں کا انحصار محض شنید پر نہ رکھیں بلکہ دید بھی اس میں شامل ہو اور پھر شنید بھی غیر کی نہیں بلکہ اپنے کانوں سے ہماری زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ سنیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہمارے عقائد کیا ہیں اور کیا وہ ان سے متفق ہیں یا نہیں ہیں۔ یہ فیصلہ تو انہوں نے ہی کرنا ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ پیار اور محبت کے ساتھ ساری دنیا ہماری باتوں کو سنے اور پھر جو فیصلہ کرنا ہے کرے۔ پس ان کا یہ حق ہے کہ وہ ہماری باتیں سنیں اور ہمارا یہ حق ہے کہ ہم اپنی باتیں انہیں سنائیں ورنہ اگر کوئی غلط فہمیاں پیدا ہوں اور ان کی وجہ سے دنیا میں کوئی گناہ پیدا ہو تو ہم ذمہ دار ہیں۔ میں اس وقت ساری دنیا کی نہیں اس کرۂ ارض کی بات کر رہا ہوں اگر اس میں کوئی خرابی پیدا ہو اور ہم اسے دور کرنے کی کوشش نہ کریں تو ہم ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بھی محفوظ رکھے۔

پس کثرت سے خدا تعالیٰ کی تسبیح کریں اور تحمید کریں اور اس کی قدوسیت اور اس کی پاکیزگی اور اس کی عظمت اور اس کے جلال اور اس کی رفعت اور اس کے علو اور اس کی شان کو اپنے سامنے رکھیں اور سوچتے سمجھتے ہوئے علیٰ وجہ البصیرت، دل سے یہ اقرار کریں کہ ہمارا خدا بڑی عظمتوں والا ہے بڑی شان والا ہے تمام صفات حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے اور جب بھی سہارے کی ضرورت پڑے تو اسی پر توکل کرنا چاہیئے کسی اور کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے اور جب اس کے فضل نازل ہوں تو اسی کی تعریف کرنی چاہیئے کیونکہ کوئی اور وجود حقیقی تعریف اور حمد کا مستحق نہیں ہے اور جب اس کے حقوق کی ادائیگی میں اور اس کے مقرر کردہ نوع انسانی کے حقوق کی ادائیگی میں اور اس کی مخلوق کی ادائیگی میں کوئی کمی رہ جائے تو اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ وہ کمی سے غافل نہیں اور وہی ہر قسم کی کمیوں کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہے کسی اور میں وہ طاقت نہیں۔

خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا کرے کہ ان ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا

کرنے کے نتیجہ میں ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رضا اور آسمانوں سے نازل ہونے والی اس کی برکتیں اور اس کے فرشتے ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں اور اگر ہمارا ہاتھ کبھی غلط حرکت کی طرف مائل ہو تو فرشتے کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کو پکڑ لے اور اسے روک دے اور اگر کوئی ہمارے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کرے تو فرشتے ہمارے سینہ و دل کے گرد حصار بنائیں اور اسے اس کے اندر گھسنے نہ دیں۔ غرض اس کی ہر قسم کی رحمتیں ہمیں ملیں اور ان رحمتوں کے حصول پر ہمیں اس کی صحیح اور حقیقی حمد کی توفیق بھی عطا ہو۔ اَللّٰھُم اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲ تا ۵)

۞۞۞